سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۶۷

زندگی کے قیمتی لمحات

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۶۷

زندگی کے قیمتی لمحات

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : زندگی کے قیمتی لمحات

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲۰ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۶ جون ۱۹۹۸ء بروز جمعہ

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مقام : مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ، اشرفیہ

تاریخ اشاعت : ۲/ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱/ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات

زیرِ اہتمام : شعبہ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشرواشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہوکر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہوسکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

معرفتِ الٰہیہ کا ذریعہ ۶
وجودِ باری تعالیٰ پر ایک دیہاتی کا استدلال ۷
دلیلِ لٹھ ۷
کائنات کے آٹومیٹک وجود کے احمقانہ نظریہ کی تردید ۸
مثنوی میں ایمان بالغیب کے نظائر ۸
ذکر اللہ کی برکات و ثمرات ۱۱
دین پر ثابت قدمی ذکر اللہ پر موقوف ہے ۱۲
شیخ کے تین حق ۱۲
تزکیہ کے معانی ۱۳
ذکر اللہ کی طاقت کی مثال ۱۴
ذکر کا سب سے بڑا انعام ۱۵
حضرت اُبی ابنِ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ۱۶
ذکر اللہ کی تاثیر ۱۷
علامہ سید سلیمان ندوی کا واقعہ ۲۰
ذکر اللہ میں شیخ کے مشورے کی ضرورت ۲۱
غیر اللہ کی زنجیریں کیسے ٹوٹتی ہیں؟ ۲۱
اللہ کے نام کی مٹھاس کا کوئی ہمسر نہیں ۲۲
تفسیر آیت اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا الخ ۲۳
فرشتے انسانوں پر کس کس وقت اترتے ہیں؟ ۲۴
خوفِ خدا میں امن و سکون کی عجیب مثال ۲۴
حفاظتِ نظر کا ایک عجیب فائدہ ۲۶
دنیا میں فرشتوں کے ذمہ اہل اللہ کی خدمات ۲۸
تفسیر آیت وَلَکُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُکُمْ الخ ۲۸
آیتِ مبارکہ میں غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ کے نُزول کی حکمت ۲۹
دعوت الی اللہ میں عملِ صالح کی اہمیت ۳۰
بُرائی کا بدلہ نیکی سے دینے کے فوائد ۳۱
شیطانی وساوس کا علاج ۳۱
شیطان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے کی حکمت ۳۲
نفس و شیطان کو شکست دینے کا نسخہ ۳۳

زندگی کے قیمتی لمحات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ۚ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ﴿۳۵﴾ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۶﴾[1]

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ قرآنِ پاک کے پارہ نمبر ۲۴، سورۂ حم السجدہ کے سترہویں رکوع میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے اقرار کیا کہ ہمارا رب صرف اللہ ہے۔ آیتِ شریفہ میں رَبُّنَا کو مقدم فرمایا، ورنہ عبارت یہ بھی ہو سکتی تھی اَللّٰہُ رَبُّنَا کہ اللہ ہمارا رب ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسلوبِ بیان میں رَبُّنَا کو مقدم فرمایا۔ اس تقدیم کی دو مصلحتیں ہیں: پہلی مصلحت یہ ہے کہ اَللّٰہُ مبتدا اور رَبُّنَا خبر ہے، اللہ تعالیٰ نے خبر کو مقدم فرمایا تاکہ حصر کے معنیٰ پیدا ہو جائیں، اس لیے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر بیان القرآن میں

[1] حٰمٓ السجدۃ: ۳۰-۳۶

رَبُّنَا اللّٰہُ کے ترجمہ میں لفظ صِرف کو بڑھادیا ہے یعنی جنھوں نے اقرار کرلیا کہ ہمارا رب حقیقی صرف اللہ ہے، اس تقدیم سے حصر کے معنٰی پیدا ہو گئے۔

معرفتِ الٰہیہ کا ذریعہ

دوسری حکمت یہ ہے کہ اللہ کو پہچاننے کے لیے سب سے بڑا ذریعہ اللہ تعالیٰ کی پرورش کو سوچنا ہے۔ ماں باپ کو پہچانا جاتا ہے ان کی پرورش اور ان کی شفقت و رحمت کے ذریعے سے، اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی ربوبیت کے بہت سے ایسے اسباب پیدا فرمائے جس میں غیرِ خدا کا دخل نہیں، اور کوئی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اُس ربوبیت میں اللہ کے علاوہ کوئی اور بھی شامل ہے۔ ماں باپ کی پرورش میں پھر بھی شبہ لگ سکتا ہے، کیوں کہ کبھی بغیر ماں باپ کے بھی اللہ تعالیٰ پرورش فرمادیتے ہیں۔ بعض اوقات بے اولاد لوگ کسی کا بچہ گود لے لیتے ہیں تو وہ بچہ نادانی سے سمجھتا ہے کہ یہی میرے ماں باپ ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے بہت سے ربوبیت کے اسباب پیدا فرمائے جس میں کسی مخلوق کا دخل نہیں ہے، نہ ہی مخلوق یہ کہہ سکتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں شریک ہوں، مثلاً کھیتوں میں سورج کی گرمی سے غلہ پکانا اور اس کے لیے سورج نکالنے اور غروب کرنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ باطل خداؤں نے بھی نہیں کہا کہ میں اس سورج کا خالق ہوں اور یہ سورج میرے نظامِ قدرت کے تحت نکلتا اور ڈوبتا ہے، کیوں کہ جانتے تھے کہ سورج ہماری دسترس سے باہر ہے، ہمارا ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مخلوق کا ہاتھ جہاں لگتا ہے وہاں فنی خرابی بھی ہو جاتی ہے۔ ایئرپورٹ پر اعلان ہوتا ہے کہ فنی خرابی کی وجہ سے کوئٹہ جانے والی فلائٹ دو گھنٹہ لیٹ ہے۔ لیکن آپ نے کبھی یہ نہیں سنا ہوگا کہ جبرئیل علیہ السلام نے اعلان فرمایا ہو کہ فنی خرابی کی وجہ سے آج سورج دو گھنٹے لیٹ نکلے گا، کیوں کہ فرشتے اس کے اسکرو (Screw) ٹائٹ کر رہے ہیں۔ ایسا کبھی آپ نے سنا ہے؟ اس سے اللہ تعالیٰ کی شان اور قدرت کا پتا چلتا ہے جس نے پہاڑوں، سمندروں، ستاروں اور سورج چاند کو اس طرح بنایا، جس سے انسان کو شبہ بھی نہ ہو کہ ہماری پرورش میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور بھی شریک ہے۔ غلّہ کا پیدا ہونا سورج پر ہے، بارش کو بھی اللہ نے اپنے قبضۂ قدرت میں رکھا ہے، مون سون ہواؤں، پہاڑوں اور

سمندروں کو بھی اللہ نے اپنے قبضۂ قدرت میں رکھا ہے، غرض کائنات کی کوئی شے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے باہر نہیں، لہٰذا رَبُّنَا کو اس لیے مقدم کیا کہ اگرچہ تم ہمیں تو نہیں دیکھتے ہو مگر ہماری پرورش کے اسباب کو تو دیکھتے ہو، ہمیں پہچاننے کے لیے یہی کافی ہیں۔

وجودِ باری تعالیٰ پر ایک دیہاتی کا استدلال

کسی دیہاتی سے پوچھا گیا کہ تم نے خدا کو کیسے پہچانا؟ گاؤں کے رہنے والے اس بدّو دیہاتی نے ایسا جواب دیا کہ مفسرین نے تفسیروں میں اس دیہاتی کا جواب نقل کیا۔ اس نے کہا کہ اَلْبَعْرُ تَدُلُّ عَلَی الْبَعِیْرِ اونٹ کی مینگنیاں تو اونٹ کے وجود پر دلالت کرتی ہیں کہ ابھی ادھر سے اونٹ گیا ہے، پھر زمین اور آسمان، سورج اور چاند اپنی رفتار سے اللہ تعالیٰ کے وجود کی نشاندہی نہیں کریں گے۔

کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی
ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے

دلیلِ لٹھ

مجھے مولانا ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیلِ لٹھ یاد آگئی جو اللہ تعالیٰ کے وجود پر انہوں نے بیان کی ہے۔ حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث، جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث اور بڑے بڑے علماء کے استاد تھے، فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ اللہ اللہ کرتے ہوئے جارہے تھے۔ ایک منکرِ خدا دہریہ نے کہا کہ مولانا کہاں ہیں اللہ میاں؟ خواہ مخواہ دھوکے میں پڑے ہوئے ہو۔ اس بزرگ نے فرمایا: تم بے وقوف ہو جو اللہ کا انکار کرتے ہو۔ سارا نظامِ عالم اللہ کے وجود سے چل رہا ہے، پھر تم ایسی قدرت کا انکار کرتے ہو؟ اس شخص نے کہا: یہ سب تمہارے خیالات ہیں، سارے عالَم کا نظام میگنٹ سے چل رہا ہے، بس اس بزرگ نے اپنی لاٹھی اس کی کھوپڑی پر ماردی۔ اس نے کہا کہ آپ نے لاٹھی کیوں ماری؟ جب آپ کو جواب نہ آیا تو آپ نے لاٹھی چلادی۔ بزرگ نے کہا کہ میں نے تو نہیں چلائی۔ دہریہ نے کہا کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ آپ ہی نے

لاٹھی چلائی ہے اور میرے سر پر ماری ہے۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ تم ہی نے تو ابھی کہا تھا کہ سارا عالم میگنٹ سے چل رہا ہے، لہٰذا تیری کھوپڑی میں جو میگنٹ تھا اس نے میری لاٹھی کو کھینچ لیا ہے۔ اگر میری لاٹھی کا میگنٹ زیادہ ہوتا تو تیری کھوپڑی اکھڑ کر میری لاٹھی پر آکر فٹ ہو جاتی۔ بس اس شخص کو اللہ کے وجود کا یقین آگیا۔ بزرگ نے فرمایا کہ جب ایک لاٹھی بغیر چلانے والے کے نہیں چل سکتی، تو سارا نظامِ عالم بغیر چلانے والے کے کیسے چل سکتا ہے؟

کائنات کے آٹومیٹک وجود کے احمقانہ نظریہ کی تردید

اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ اس مکان کے در و دیوار، چھت اور پنکھے، غرض سارے اجزاء اِدھر اُدھر پڑے تھے، اچانک ایک آندھی آئی اور سریہ فیکٹری سے سریہ اُڑ کر آیا اور سیمنٹ فیکٹری سے سیمنٹ کی بوریاں اُڑ کر آئیں اور مکان کے در و دیوار اور چھت خود بخود بن گئی، اس کے بعد سنگِ مرمر کے ٹکڑے کسی دوکان سے اُڑ کے آئے اور خود بخود چھت اور دیوار میں فٹ ہو گئے اور پنکھے کے پَر بھی خود بخود اُڑ کے فٹ ہو گئے اور ایسی ہوائیں چلتی رہیں کہ اس سے اسکرو بھی ٹائٹ ہو گئے۔ آپ ایسے شخص کو نفسیاتی ڈاکٹر یا کسی دماغی اسپیشلسٹ کے پاس لے جائیں گے کہ اس کا دماغ صحیح نہیں ہے۔ تو ایک معمولی سی چھت کے لیے آپ کے اندر عقل آگئی کہ آپ اسے دماغ کی خرابی پر محمول کرتے ہوئے اسے دماغ کے ڈاکٹر کے پاس لے جا رہے ہیں، لیکن جو شخص سورج، چاند، ستاروں، سمندروں اور پہاڑوں کے تمام نظام کو دیکھ کر بھی یقین نہیں کرتا کہ اتنی بڑی دنیا جو گول ہے، بغیر تھونی کھمبے کے ہے، اس کا بنانے والا بھی کوئی نہ کوئی ضرور ہے۔ جس طرح ہر مصنوع چیز کے لیے صانع کا ہونا ضروری ہے، اسی طرح ہر متحرک چیز کے لیے محرک کا ہونا بھی ضروری ہے۔

مثنوی میں ایمان بالغیب کے نظائر

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اندھیری رات میں کالی چیونٹی سفید رنگ کا دانہ لیے جا رہی تھی۔ دانہ تو سفید تھا لیکن رات اندھیری تھی، کالا پتھر تھا، کالی چیونٹی تھی، دانہ تو چلتا ہوا نظر آرہا تھا لیکن چیونٹی نظر نہیں آرہی تھی۔ اگر کوئی دہریہ قسم کا بے وقوف انسان

ہوتو وہ یہی کہے گا کہ دانہ خود بخود چل رہا ہے، لیکن اگر روشنی آجائے تو دیکھے گا کہ ارے! یہ تو چیونٹی چل رہی تھی۔ ایسے ہی جتنے منکرینِ خدا ہیں سب حمقاء ہیں۔ احمق کی جمع حمقاء ہے جیسے حکیم کی جمع حکماء، طبیب کی اطباء۔ تو جتنے حمقاء ہیں وہ صرف چیونٹیوں کا دانہ دیکھتے ہیں، چیونٹیوں پر نظر نہیں جاتی، اسباب کو دیکھتے ہیں مسبب الاسباب تک ان کی رسائی نہیں ہوتی، کائنات کو دیکھتے ہیں خالقِ کائنات تک ان کی رسائی نہیں ہوتی۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سارے عالَم میں اپنے وجود کی نشانیاں بکھیر کر پہلے ہی پرچہ آؤٹ کر دیا ہے اور پھر ایمان بالغیب کا اعلان کر دیا کہ ان نشانیوں کو دیکھ کر ہم پر بغیر دیکھے ایمان لاؤ، کیوں کہ یہ نشانیاں ہمارے وجود کے ناقابلِ رد دلائل ہیں۔ ان نشانیوں کے مشاہدے کے بعد کوئی کافر یہ نہیں کہہ سکتا کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو دکھا دیتے تو آج کوئی کافر نہ ہوتا۔ اگر دکھا دیتے تو امتحان کس چیز کا ہوتا؟ کیوں کہ ایمان بالغیب کا یہ پرچہ ذرا بھی مشکل نہیں ہے، نہایت آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر دے۔ فلسفہ کے جتنے بھی ماہر فلاسفر ہیں مولانا ان سب کے استاد ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے جسم کے اندر بہت سی چیزیں رکھی ہیں، جن کو بغیر دیکھے تم ان پر ایمان لاتے ہو تاکہ تم کو اللہ پر ایمان لانے میں مشکل نہ ہو اور اس پرچہ کو بھی تم مشکل نہ سمجھو۔ تمہارے جسم میں وہ کیا چیزیں ہیں جن پر تم بغیر دیکھے ایمان لاتے ہو:

۱) تم کہتے ہو کہ خدا کی قسم آج دل بڑا خوش ہے۔ بتاؤ! تم نے کبھی خوشی کو دیکھا ہے؟ ہمیشہ ہنسنے یا مسکرانے سے خوشی پر استدلال کیا ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کسی نے خوشی کو دیکھا ہے؟ کس رنگ کی ہوتی ہے خوشی؟ اس میں دم ہے، چونچ ہے، پنجے ہیں، کیا میٹیریل ہے اس کا؟ آپ یقیناً نہیں بتا سکتے، لیکن آپ قسم کھا سکتے ہیں کہ خدا کی قسم! مجھ کو اپنی خوشی پہ اتنا یقین ہے کہ میں اسے محسوس کر رہا ہوں۔

معلوم ہوا کہ آپ اپنے محسوسات اور مشاہدات میں سے بہت سی چیزیں دیکھتے تو نہیں ہیں، مگر ان پر اتنا یقین رکھتے ہیں کہ قسم تک اٹھا لیتے ہیں۔ ایک مثال ہوگئی کہ آج تک کسی نے خوشی کو نہیں دیکھا، لیکن آثارِ خوشی سے استدلال کرتے ہیں، چہرہ مسکراتا ہوا دیکھا اور یقین آگیا کہ ماشاء اللہ آپ تو آج ہشاش بشاش نظر آتے ہیں۔

۲) ایسے ہی کسی کا چہرہ غم زدہ دیکھا اور آنکھوں میں آنسو دیکھے تو اس کے غم پر یقین آگیا، حالاں کہ کبھی غم اور آنسو مگرمچھ کے بھی ہوتے ہیں، کبھی پیاز لگا کر مصنوعی آنسو بھی انسان نکال لیتا ہے۔ ناظم آباد میں ایک شخص ہمارے یہاں آیا اور رو رو کر اپنی غریبی ظاہر کرنے لگا۔ ہم نے اس کی کچھ مدد کر دی۔ مگر میرا دل کھٹکا کہ اس کے آنسو مصنوعی ہیں۔ ایک آدمی کو اس کے پیچھے لگا دیا کہ آگے جا کے دیکھو کہ اس کے آنسو رہتے ہیں یا یہ قہقہہ مارتا ہے۔ جس شخص کو پیچھے بھیجا تھا اس نے آکر بتایا کہ وہ تو دیوار کے اس پار جا کر ہنس رہا تھا کہ آج تو بڑا بے وقوف بنایا۔ تو انسان اپنے غم پر تو قسم اٹھالیتا ہے کہ خدا کی قسم! آج میرے دل میں غم ہے، قسم اٹھا رہا ہے جبکہ غم کو دیکھا تک نہیں۔ کوئی پوچھے کہ بھائی غم کا کیا رنگ ہے، چونچ ہے، دم ہے، پنجے ہیں، کیسی شکل ہوتی ہے؟ تو آج تک دنیا اپنے غم و خوشی کا رنگ و کلر اور میٹیریل نہیں بتا سکتی، لیکن سب کو یقین ہے، یہاں تک کہ قسم اٹھا سکتے ہیں۔

۳) پھولوں کی خوشبو پر قسم اٹھاتے ہو کہ خدا کی قسم رات کی رانی، بیلہ، چنبیلی کی خوشبو آرہی ہے، لیکن کبھی کسی نے خوشبو کو دیکھا ہے؟ نظر سے نہیں بلکہ سونگھ کر بتا دیتے ہیں کہ یہاں خوشبو ہے اور آخر میں مولانا رومی نے ایک اور زبردست دلیل پیش کی ہے۔

۴) ایسے ہی کسی نے اپنی جان کو آج تک نہیں دیکھا، لیکن اگر آپ سے کوئی پوچھے کہ آپ کے اندر جان ہے؟ تو آپ قسم اٹھالیں گے کہ خدا کی قسم! میں ابھی زندہ ہوں اور دلیل یہ ہے کہ جسم میں روح ہے، ہماری روح اور جسم کا تعلق ابھی منقطع نہیں ہوا۔ لیکن آپ لوگوں نے جان کو تو نہیں دیکھا، بغیر دیکھے ہوئے اپنی روح پر ایمان لاتے ہو، لہٰذا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پوچھیں گے کہ ہم نے تمہارے اندر پرچہ آؤٹ کر دیا تھا۔ تمہارے جسم کے میٹیریل میں ہم نے روح داخل کر دی تھی جس پر بغیر دیکھے تم ایمان لاتے تھے اور اس کے وجود پر قسمیں اٹھاتے تھے، لیکن ہم کو بغیر دیکھے ایمان لانے میں تم اشکال کرتے تھے۔

ایک شخص نے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ سے کیسے محبت کی جائے؟ کیوں کہ بغیر دیکھے ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کیسے کریں؟ دیکھنے سے تو محبت معلوم ہوتی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ کو اپنی جان سے محبت ہے؟ اگر کوئی غنڈہ چاقو

لے کر آجائے کہ میں تمہاری جان لینا چاہتا ہوں تو کیا آپ اسے آسانی سے جان دے دیں گے؟اس شخص نے کہا کہ حضرت میں تو پورا مقابلہ کروں گا، جان کو بچانے کے لیے جان دے دوں گا۔ حضرت نے پوچھا کیوں؟ کہا کہ جان پیاری ہے، جان سے محبت ہے۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ جان سے اتنی محبت ہے کہ جان کی حفاظت کے لیے جان دینے کے لیے تیار ہو۔ لیکن یہ بتاؤ کہ جان کو کبھی دیکھا بھی ہے؟ اس نے کہا کہ کبھی نہیں دیکھا۔ فرمایا کہ بس ہوشیار ہو جاؤ! تم کو جان پیاری ہے بغیر دیکھے ہوئے، اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کی محبت بغیر دیکھے ہو جاتی ہے اور ایسی ہوتی ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خونِ مبارک اُحد کے دامن میں اور طائف کے بازار میں سر مبارک سے نکل کر نعلین مبارک میں جمع ہو گیا اور سترّ سترّ صحابہ ایک ہی دن میں اُحد کے دامن میں شہید ہوئے۔ آج اُحد کا پہاڑ اپنے دامن میں شہیدوں کا خون مبارک لیے ہوئے قیامت تک اعلان کر رہا ہے کہ اللہ ایسی قیمتی ذات ہے کہ جس کے لیے نبیوں کے خون بہتے ہیں اور صحابہ کی گردنیں کٹتی ہیں۔

ذکر اللہ کی برکات و ثمرات

درمیان میں ایک بات یاد آگئی جو عرض کردوں کہ بعض لوگوں کا میرے پاس ٹیلی فون آیا کہ ہمیں ذکر میں مزہ نہیں آرہا ہے۔ ہم آپ کے مشورہ سے ذکر تو کرتے ہیں، لیکن کچھ مزہ نہیں آتا۔ اب سن لیجیے اس کا جواب۔ پہلے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سنیے: وہ فرماتے ہیں کہ ذکر میں مزہ آئے یا نہ آئے، ظالم! یہ کیا کم نعمت ہے کہ تو مولیٰ کا نام لے رہا ہے؟ جس کو ان کے نام لینے کی توفیق ہو جائے یہ معمولی انعام ہے؟ ایک بزرگ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ! آپ کا بہت بڑا نام ہے، جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنی ہم پر مہربانی کر دیجیے۔ کیا کہوں اس ظالم کی دعا مجھ کو وجد میں لاتی ہے۔ تو کیا یہ معمولی نعمت ہے کہ بندہ ہو کر اتنے بڑے مالک کا نام لے رہا ہے؟ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تشویشِ قلب اور غیر حاضر دل کے ساتھ بھی اللہ کا نام نفع سے خالی نہیں۔ جو قلب مشوّش ہو، ہزاروں فکریں ہوں اس حال میں بھی جب زبان سے اللہ نکلے گا تو اپنا نور پیدا کر کے رہے گا۔

دین پر ثابت قدمی ذکر اللہ پر موقوف ہے

حج کے زمانے میں مکہ مکرمہ میں انتارش ہوتا ہے کہ وہاں کے دوکاندار ان ایّام میں سال بھر کی کمائی کرتے ہیں۔ دوکان پر دس دس حاجی کھڑے ہوتے ہیں اور تنگ کرتے ہیں کہ جلدی دو، جلدی دو اور دوکاندار ایک کو رومال، دوسرے کو تسبیح، تیسرے کو ٹوپی دے رہا ہے اور ساتھ ساتھ ڈبل روٹی کا لقمہ بھی کھائے جارہا ہے، تو کیا مکہ کے دوکانداروں کو اس وقت سکونِ قلب ہوتا ہے؟ لیکن اس کے باوجود ہزاروں فکروں کے درمیان وہ جو روٹی کھاتے ہیں، وہ ان کے جسم میں جاکر خون ہی پیدا کرتی ہے۔ ایسے ہی ہزاروں فکروں میں اگر ہم اللہ کا نام لیتے رہیں، ذکر و تسبیح کا معمول کرلیں، تو ان شاء اللہ جسم کی رگ رگ میں خون کے ساتھ ذکر اللہ کا نور بھی دوڑتا رہے گا، لیکن اس کا اصل فائدہ کب ظاہر ہوگا؟ جب غیر محرم عورتیں اور اَمرد سامنے آئیں گے، اس وقت آپ کے ذکر کی روحانی طاقت اور ٹانک آپ کو جِتادے گا، کیوں کہ جہاد کے لیے ذکر کا حکم نازل ہوا ہے اِذَا لَقِیۡتُمۡ فِئَۃً فَاثۡبُتُوۡا جب تم کافروں کی کسی جماعت سے جہاد کررہے ہو تو ثابت قدم رہو، لیکن ثابت قدم کیسے رہوگے؟ اس کے بعد ہی یہ آیت نازل ہوئی کہ وَ اذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا[۲] اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔ اللہ تعالیٰ جہادِ اصغر یعنی کافروں کے خلاف جہاد میں ثابت قدم رہنے کا نسخہ بیان کررہے ہیں۔ یہاں انگور کا رس، مرغی کا سوپ، سیب کا جوس کام نہیں دے گا، یہاں میرے نام کی طاقت کام آئے گی، جس کے لیے تم جان دے رہے ہو اسی کا نام لیتے رہو تو تمہارے اندر روحانی طاقت آجائے گی، کیوں کہ جہاں تلواریں چلتی ہیں وہاں سیب یا کینو کا جوس نہیں ملتا، وہاں کھجور ختم ہوگئی تو گٹھلیاں چوس کر جہاد کیا گیا۔ تو جب جہادِ اصغر یعنی چھوٹے جہاد میں ثابت قدمی کے لیے ذکر کی ضرورت ہے، تو نفس کے خلاف جہاد میں جسے شریعت نے جہادِ اکبر کہا ہے بغیر ذکر اللہ کے کیسے ثابت قدم رہیں گے؟

شیخ کے تین حق

شیخ لاکھ رات دن سمجھاتا رہے اور تم اپنی نالائقی سے اس کی بات فراموش کرتے

۲؎ الانفال: ۴۵

رہو، تو کیا اس ناقدری کے وبال سے تم بچ سکتے ہو؟ لوگ سمجھتے ہیں کہ شیخ دیکھتا تھوڑی ہے، لیکن جس شخص نے شیخ کے بتائے ہوئے اذکار نہیں کیے وہ اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا، کولھو کے بیل کی طرح چکر پہ چکر لگاتا رہتا ہے، اس کی ترقی رک جاتی ہے۔ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے فرمایا کہ اگر ذکر پورا نہ کر سکو تو کم از کم آدھا ہی کر لیا کرو اور شیخ کو اطلاع کرتے رہا کرو۔ حضرت حکیم الامت کا ملفوظ ہے کہ شیخ کے تین حق ہیں۔

شیخ کے ہیں تین حق رکھ ان کو یاد

اطلاع و اتباع و انقیاد

شیخ کو خط لکھو، اپنے حال کی اطلاع کرو، وہ جو کہے اس کی اتباع کرو اور اس پر عقیدہ اور اعتقاد رکھو کہ ان شاء اللہ جو میرے شیخ نے بتایا ہے اس سے ہمیں نفع پہنچے گا۔

تزکیہ کے معانی

جو نائبِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اب ان کے ذریعے سے تزکیہ ہو گا۔ جب نبی زندہ ہوتا ہے تو نبی تزکیہ کرتا ہے جیسے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کا تزکیہ فرمایا، جس کی تفسیر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی وَيُطَهِّرُ قُلُوْبَهُمْ وَنُفُوْسَهُمْ وَاَبْدَانَهُمْ کہ نبی دلوں کو، نفوس کو اور جسموں کو پاک کرتا ہے۔ کیسے؟ يُطَهِّرُ قُلُوْبَهُمْ عَنِ الْعَقَائِدِ الْبَاطِلَةِ وَالْاِشْتِغَالِ بِغَيْرِ اللهِ نبی دل کو پاک کرتا ہے باطل عقیدوں سے اور غیر اللہ کی مشغولی سے اور يُطَهِّرُ نُفُوْسَهُمْ عَنِ الْاَخْلَاقِ الرَّذِيْلَةِ نفوس کو اخلاقِ رذیلہ سے پاک کرتا ہے اور وَيُطَهِّرُ اَبْدَانَهُمْ عَنِ الْاَنْجَاسِ وَالْاَعْمَالِ الْقَبِيْحَةِ[۳] اور ان کے جسم کو پاک کرتا ہے نجاست سے اور بُرے بُرے اعمال سے۔ تو نفوس کا تزکیہ نبی کرتا ہے مگر اس کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد یہی تزکیہ پھر اہل اللہ کرتے ہیں، لہٰذا یہ سمجھ لیجیے کہ جہادِ اصغر یعنی کافروں سے جہاد کے لیے جب اس آیت میں اللہ کے ذکر کی تعلیم دی جا رہی ہے، تو جہادِ اکبر یعنی نفس سے جہاد کو کون بغیر ذکر اللہ کے جیت سکتا ہے؟

[۳] التفسیر المظہری: ۲/۱۶۶ بلوجستان بك دبو

بعض لوگ شیخ کے قریب رہ کر تھوڑی سی گرمی پا جاتے ہیں، اس کی وجہ سے ذکر سے غفلت میں پڑ جاتے ہیں کہ میرا ایمان تو تازہ ہے، لیکن شیخ کے قُرب کی گرمی کی مثال ایسی ہے جیسے سردی دور کرنے کے لیے آگ جلا کر ہاتھ پاؤں سینکتے ہیں تو گرمی آجاتی ہے، لیکن یہ گرمی عارضی ہوتی ہے، کیوں کہ جیسے ہی ہاتھ پاؤں آگ سے دور ہوں گے پھر ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ اور ذکر کی گرمی کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی موتی کا کشتہ کھالے تو سردی اثر ہی نہیں کرے گی، جس طرح حکیم اجمل خان دہلوی سردیوں میں ململ پہن کر سورج نکلنے سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے دہلی کا چکر کرتے تھے جبکہ لوگ رضائیوں میں گھسے ہوتے تھے۔

ذکر اللہ کی طاقت کی مثال

حضرت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یاد رکھو! شیخ کے قرب کی گرمی پر بھروسہ مت کرو، ذکر اللہ کا کشتہ بھی کھاؤ، کیوں کہ اگر شیخ کا انتقال ہو جائے یا شیخ سے الگ ہو جاؤ، تو اس وقت تمہیں پتا چلے گا کہ ذکر اللہ کیا چیز ہے۔ اگر تم نے ذکر اللہ کا کشتہ کھانے سے تغافل برتا تو نفس و شیطان ایسی پٹخنی لگائیں گے کہ اپنی شکست خوردنی پر خون کے آنسو رونے سے بھی تلافی نہیں کر سکو گے۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ کی صحبت جتنی ضروری ہے اس سے زیادہ ذکر اللہ کا اہتمام ضروری ہے۔ آپ بتلائیے کہ کون ہر وقت شیخ کے پاس رہ سکتا ہے؟ جب ذکر اللہ کی کمی ہو گی، روح کمزور ہو گی تو نتیجہ یہ ہو گا کہ شیخ کی موجودگی ہی میں تم گناہوں میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ ایسے کتنے واقعات ہوئے ہیں کہ لوگ خانقاہوں میں بھی گناہ سے نہیں بچ سکے، اس لیے شیخ کی صحبت کے ساتھ ساتھ ذکر اللہ کا اہتمام بھی نہایت ضروری ہے۔ جہادِ اصغر اگر ذکر اللہ کا محتاج ہے تو جہادِ اکبر بدرجہ اولیٰ اللہ کے ذکر کا محتاج ہے، کیوں کہ یہ بڑا جہاد ہے، اسی لیے جنہوں نے ذکر اللہ کی پابندی کی وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اللہ اللہ اسمِ پاکِ نامِ دوست

کہ اَللّٰہ اَللّٰہ ہمارے مالک کا نام ہے، اسم گرامی اور اسم شریف ہے۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ اپنے رب کا اسم مبارک لیجیے۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری کے مصنف

فرماتے ہیں کہ ذکرِ اسم ذات کا اسی آیت سے ثبوت ملتا ہے فِیْہِ دَلِیْلُ تَکْرَارِ اِسْمِ ذَاتٍ[۴] اللہ اللہ کرو اور عرشِ اعظم تک پہنچ جاؤ ؎

اللہ اللہ گو برو تا سقفِ عرش

اللہ اللہ کہتے ہوئے عرشِ اعظم تک پہنچ جاؤ۔ اللہ کا نام اتنا مبارک اور زبردست طاقت والا ہے کہ اللہ کے نام کی برکت سے انسان اللہ تک پہنچ جاتا ہے، فرشی عرشی ہو جاتا ہے۔

ذکر کا سب سے بڑا انعام

میں آج آپ کو ایک زبردست نعمت بتانا چاہتا ہوں جس کی طرف حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ دلائی کہ فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ[۵] اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم ہم کو یاد کرو، ہم تم کو یاد کریں گے، تم ہم کو یاد کرو اطاعت کے ساتھ ہم تم کو یاد کریں گے عنایت کے ساتھ۔ فَاذْكُرُوْنِیْٓ تم ہم کو یاد کرو یعنی ہماری فرماں برداری کرو، یہ نہیں کہ بلوچستان کے فرقۂ ذِکریہ کی طرح نماز روزہ سب چھوڑ دو اور ذکر کیے جاؤ۔ جماعت کی نماز ہو رہی ہے اور وہ اللہ اللہ کر رہے ہیں، جماعت سے نماز نہیں، مسجد جانا نہیں، روزہ نماز کچھ نہیں۔ اس فرقہ کا نام ذِکری رکھا ہے جس کے کفر پر ہمارے اکابر نے فتویٰ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی نام لے اور نماز روزہ کی فرضیت کا منکر ہو تو پھر ایسا شخص کیا ہوگا؟ اس کے کفر میں کیا شک ہے؟

حضرت حکیم الامت بیان القرآن کے حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرمانا اَذْكُرْكُمْ میں تم کو یاد کرتا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ کا یاد کرنا اتنا بڑا انعام ہے کہ فرماتے ہیں:

فَهٰذِهٖ ثَمَرَةٌ اَصْلِيَّةٌ لِّلذِّكْرِ لَوِ اسْتَحْضَرَهَا لَا يُشَوِّشُ اَبَدًا[۶]

یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر کا زبردست اصلی ثمرہ اور اصلی پھل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو یاد فرماتے ہیں۔ اگر کوئی سالک، ذاکر، صوفی اس نعمت کا استحضار کرے تو اسے کبھی تشویش و حرمان اور اپنی محرومی

---

۴ التفسیر المظہری ۱/۱۴۰۶۱ المزمل ۸ مکتبۃ رشیدیۃ
۵ البقرۃ: ۱۵۲
۶ بیان القرآن: البقرۃ (۱۵۲)

کا احساس نہ ہو گا کہ ذکر میں دل نہیں لگتا یا ذکر سے کیا ملتا ہے یا ذکر کرنے سے ہمیں تو آج تک پتا ہی نہیں چلا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے ہم کو کیا ملا؟ ارے! یہ کیا کم ملا کہ وہ ہم کو یاد کرتے ہیں۔

یہ بیان القرآن کا حاشیہ نقل کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم ہم کو یاد کرو ہم تم کو یاد کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کا اپنے غلاموں کو یاد فرمانا اتنی بڑی نعمت ہے کہ اگر کوئی اس نعمت کا استحضار کرے کہ ہمیں اللہ پاک اس وقت یاد فرما رہے ہیں، تو کبھی اس کو تشویش نہیں ہو گی، کبھی شکایت نہیں کرے گا کہ ہم کو ذکر سے کیا ملا۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں، فرماتے ہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ مجھے یاد کر رہے ہیں۔ کسی نے کہا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ کیا کوئی ٹیلی فون یا وائرلیس آیا ہے عرشِ اعظم سے؟ آپ نے فرمایا کہ دیکھتے نہیں ہو میں تسبیح لیے ہوئے اللہ تعالیٰ کو یاد کر رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا قرآن شریف میں وعدہ ہے کہ تم ہم کو یاد کرو زمین پر، ہم تم کو یاد کریں گے عرشِ اعظم پر، لہٰذا میں ان کی یاد میں مشغول ہوں اور قرآن غلط نہیں ہو سکتا، مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو یاد فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت حکیم الامت کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے حاشیہ مسائل السلوک میں یہ جملہ بڑھا دیا کہ قَالَ الْعَبْدُ الضَّعِیْفُ حکیم الامت کا اندازِ بیان دیکھیے۔ فرماتے ہیں کہ یہ بندۂ کمزور کہتا ہے قَالَ الْعَبْدُ الضَّعِیْفُ اَشْرَفُ عَلِیْ یعنی حکیم الامت اپنے کو فرماتے ہیں کہ یہ اشرف علی عبدِ کمزور، بندۂ کمزور عرض کرتا ہے کہ هٰذِهٖ ثَمَرَةٌ اَصْلِیَّةٌ اللہ تعالیٰ کا یاد فرمانا یہ اصلی پھل ہے، کچھ اور ملے یا نہ ملے یہی کافی ہے لَوِ اسْتَحْضَرَهَا اگر کوئی اس کا استحضار کرے لَا یُشَوِّشُ اَبَدًا کبھی اس کو تشویش نہیں ہو گی۔ معمولی نعمت ہے یہ؟ اب اس کو اردو میں سمجھیں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ذکر پر اللہ تعالیٰ کا ہم کو یاد فرمانا اتنا بڑا انعام ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی انعام نہیں، اس کے بعد کوئی نعمت بیان نہ ہو تو عاشقوں کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہم کو یاد کر رہے ہیں۔

حضرت اُبی ابنِ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ

حضرت اُبی ابنِ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے اُبی ابنِ کعب! (اور یہ اُبی ابنِ کعب کون ہیں؟ سید القراء، امیر القراء ہیں، قرأت میں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاد ہیں، یعنی ادائیگئ حروفِ قرآن کی کیفیت کے سلسلے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے شاگرد تھے) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اُبی ابن کعب! مجھ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے اوپر سورۂ بینہ کی تلاوت کروں۔ حضرت اُبی ابنِ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ مجھ پر سورۂ بینہ کی تلاوت فرمائیں، تو کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام بھی لیا تھا؟ ہائے! اس سوال کا مزہ عاشقوں سے پوچھو کہ محبوب کسی کا نام لے تو اسے کیا مزہ آتا ہے؟ ارے میں ایک ادنیٰ سی مثال دیتا ہوں جب میرے شیخ شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ حکیم اختر کہتے تھے، تو میری روح وجد میں آجاتی تھی کہ میرے شیخ نے مجھے نام لے کر پکارا ہے ؎

مستی سے ترا ساقی کیا حال ہوا ہوگا
شیشے میں وہ مئے ظالم جب تو نے بھری ہوگی

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اُبی ابنِ کعب! نَعَمْ اَللّٰهُ سَمَّاكَ[۱] اللہ نے تیرا نام لے کر مجھ سے فرمایا ہے۔ یہ سن کر حضرت اُبی ابنِ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، مارے خوشی کے رونے لگے۔ محدثین لکھتے ہیں کہ یہ رونا افسوس کا نہیں خوشی کا رونا تھا۔ دوستو! جب آپ کو معلوم ہوگیا کہ یہ صحابی کی سنت ہے کہ یہ سن کر کہ اللہ مجھ کو یاد کر رہے ہیں انہوں نے رونا شروع کر دیا، تو کیا اس آیت پر ہمیں خوش نہیں ہونا چاہیے کہ جب ہم اللہ کو یاد کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہم کو یاد فرمائیں گے۔ کیا اس میں کوئی شک ہے؟ آج ہم لوگ مخلوق کے ساتھ ہر وقت ہنسی مزاح میں مشغول ہیں، لیکن تسبیح لے کر ان کا نام لینے میں ہم کو سستی اور غفلت معلوم ہوتی ہے۔ اگر ہم لوگ تسبیح لے کر بیٹھ جائیں تو اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا انعام ہوگا؟ جو اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے تو ان کا نام اتنا بڑا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ نہ دنیا میں محروم رہے گا نہ آخرت میں۔ کیا اللہ تعالیٰ اپنا نام لینے والوں کو دوزخ میں ڈال دیں گے؟

ذکر اللہ کی تاثیر

اللہ کا نام لینے والا آہستہ آہستہ خود گناہ چھوڑنے لگتا ہے، اس کے دل سے گناہوں

[۱] صحیح البخاری: ۲/۷۴۱، (۴۹۷۵)، سورۃ البینۃ، من کتاب التفسیر، المکتبۃ المظھریۃ

کے اندھیرے بھاگنے لگتے ہیں، اُجالے گھیر لیتے ہیں۔ اللہ نور ہے، وہ سورج کو روشنی کی بھیک دیتا ہے، خود سوچئے کہ اُس کا نام لینے والے پر کتنے اجالے برستے ہوں گے؟ ان کا نام لینے سے اندھیروں سے مناسبت ختم ہو جاتی ہے۔ آج جتنے لوگ نفس و شیطان کی غلامی سے نہیں نکل پا رہے، یہ وہ ظالم ہیں جنہوں نے ذکر اللہ کا اہتمام نہیں کیا۔ ہم اپنا کتنا ہی دل اور کلیجہ نکال کر سامنے رکھ دیں جب تک خدا کا فضل و کرم نہ ہو اور بندے کو طلب و فکر نہ ہو بیڑا پار نہیں ہو گا۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح باپ چاہتا ہے کہ بچہ چلے اور جب بچہ گرنے لگتا ہے تو بابا خود اُٹھا لیتا ہے۔ بس سلوک کا حاصل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ ہم تھوڑا سا تو چلیں، کچھ تو کوشش کریں، جب گِرنے لگیں گے تو اللہ تعالیٰ خود بڑھ کر ہم کو اٹھا لیں گے، لیکن افسوس ہے کہ ہم اپنی جگہ سے کھسکتے ہی نہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے کہ صبرت نیست از فرزند و زن
صبر چوں داری ز ربِّ ذوالمنن

جن کو اپنے بیوی بچوں پر صبر نہیں آتا، ابّا کا نام لے کر، امّاں کا نام لے کر، بیوی بچوں کا نام لے کر مست ہو جاتے ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ پر کیسے صبر آجاتا ہے کہ ان کا نام لیے بغیر سو جاتے ہیں؟ بیوی سے باتیں کرو گے، بچوں سے باتیں کرو گے، ان کو بہلاؤ گے، کھلاؤ گے، پلاؤ گے، نوٹ کی گڈّیاں گنو گے کہ آج اتنی آمدنی ہوئی، پان کھانے میں مزہ آرہا ہے، کتھا چونا چاٹنے میں اور تمباکو ڈال کر زبان کی چرچراہٹ میں مزہ آرہا ہے، دنیا کی نعمتوں میں غرق ہو، لیکن کاش! اگر تمہیں پان کے خالق اور دوپیازہ گوشت کے خالق کے نام کی ہوا بھی لگ جاتی، تو نہ جانے تمہاری کیا حالت ہوتی۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

لیک ذوقِ سجدۂ پیشِ خدا
خوشتر آید از دو صد دولت ترا

اگر خدائے تعالیٰ ایک سجدہ کی لذت عطا کر دیں تو دو سو سلطنت سے زیادہ مزہ تمہیں اس ایک سجدہ میں آجائے، لیکن ؎

بادشاہانِ جہاں از بدرگی
بونہ بردند از شرابِ بندگی

مولانا فرماتے ہیں کہ دنیا کے بادشاہوں کے دلوں میں دنیا کی محبت کی گٹر لائن گھسی ہوئی ہے، حبِّ دنیا کی، شہواتِ نفسانیہ کی محبت ہے، اس لیے ان کی جان اللہ تعالیٰ کی خوشبو سے محروم ہے، لیکن پہلے جو بادشاہوں کا حال تھا آج وہی غریبوں کا حال ہے، جن کو دنیا کی محبت و جاہ نے مارا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی خوشبو سے محروم ہیں۔ اگر بادشاہوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت کی خوشبو مل جاتی تو یہ کیا کرتے۔

ورنہ ادہم وار سرگرداں و دنگ
ملک را بر ہم زدندے بے درنگ

سلطان ابراہیم ابنِ ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی طرح سلطنتیں ان کی نظروں میں تلخ ہو جاتیں اور چٹائی پر بیٹھ کر یہ شعر پڑھتے۔

تمنا ہے کہ اب کوئی جگہ ایسی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دلنشیں ہوتی

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

اگر آپ تھوڑی دیر چٹائی بچھا کر اپنے گھروں میں اللہ تعالیٰ کا نام لیتے، غذائے روحانی حاصل کرتے تو آج آپ کی زبانوں میں کچھ اور ہی اثر ہوتا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

ہر کہ باشد قُوتِ او نورِ جلال
چو نباشد از لبش سحر حلال

جس کی غذا اللہ تعالیٰ کے ذکر کا نور بن جائے اُس کے ہونٹوں سے اللہ تعالیٰ کلامِ مؤثر کیوں نہیں پیدا کرے گا؟ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہماری باتوں میں، ہمارے وعظوں میں وہ اثر نہیں تھا، لیکن جب ہم نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اٹھائی، اللہ اللہ کیا، ذکر و فکر کیا تو ایسا اثر پیدا ہوا کہ۔

جی اُٹھے مردے تری آواز سے

چھوٹی چھوٹی باتوں میں اللہ تعالیٰ نے اثرِ عظیم رکھ دیا۔

بظاہر تو ہیں چھوٹی چھوٹی سی باتیں

جہاں سوز لیکن یہ چنگاریاں ہیں

علامہ سید سلیمان ندوی کا واقعہ

سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ اتنا بڑا علامہ، عربی کا ادیب، شرقِ اوسط میں جس کا غلغلہ تھا، اور جو حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلے مذاق اڑایا کرتے تھے کہ پیروں کے پاس کیا ہے، تھانہ بھون میں کیا ہے؟ لیکن جب ایک دفعہ حضرت حکیم الامت کی مجلس میں حاضر ہوگئے اور اس بوریا نشین کی ایک ہی مجلس میں یہ حال ہوا کہ ستون پکڑ کر رونے لگے، آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا کہ ہمیں تو خواہ مخواہ اپنے اوپر ناز تھا، علم تو اس چٹائی پر بیٹھنے والے کے پاس ہے۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

جانے کس انداز سے تقریر کی

پھر نہ پیدا شبۂ باطل ہوا

آج ہی پایا مزہ قرآن میں

جیسے قرآں آج ہی نازل ہوا

یہ کون ہے؟ کوئی جاہل تعریف کرتا تو اتنا مزہ نہ آتا، اتنا بڑا علامہ سید سلیمان ندوی جس کے خطباتِ مدراس مشہور ہیں اور جس کا شرقِ اوسط میں اتنا شہرہ ہے، جو بہت بڑا مصنف اور سیرت نگار ہے، مگر حکیم الامت کی ایک مجلس سے کایا پلٹ گئی۔ جو اللہ اللہ کے ذکر کو کہتے تھے کہ کیا ضرورت ہے اس کی؟ جب حضرت حکیم الامت نے ان کو اللہ اللہ بتایا اور انہوں نے اللہ کہا، تو حکیم الامت کی صحبت کی برکت سے جب انہیں اللہ کے نام کا مزہ ملا تو کیا کہتے ہیں۔

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا

ذکر میں تاثیرِ دورِ جام ہے

اور تہجد کے مزے کو بیان کرتے ہیں۔

وعدہ آنے کا شبِ آخر میں ہے
صبح سے ہی انتظارِ شام ہے

ذکر اللہ میں شیخ کے مشورے کی ضرورت

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تھا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ ذکر شیخ کے مشورہ کے ساتھ کرو، تو ذکر کے ساتھ شیخ کی کیا ضرورت ہے؟ کیا اللہ کا ذکر ہمیں اللہ تک نہیں پہنچا سکتا؟ حضرت نے فرمایا کہ کام تو ذکر ہی بناتا ہے، لیکن اسی طرح جیسے کاٹ تو تلوار ہی کرتی ہے لیکن کب؟ جب کسی کے ہاتھ میں ہوتی ہے، زمین پر پڑی ہوئی تلوار کام نہیں کرتی، لہٰذا کام تو ذکر ہی بنائے گا مگر شیخ کی صحبت اور اس کی روحانی گرمی بھی چاہیے، جیسے مرغی کے پروں میں انڈا کچھ دن رہ کر حیات پا جاتا ہے اور زندگی پانے کے بعد چھلکے کو توڑ دیتا ہے۔ آج جو تعلقات ہم کو اللہ سے دور کر رہے ہیں، اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے پھر بہ زبانِ حال یہ شعر پڑھتے ہوئے ہم سارے سلاسل اور علائق توڑ دیں گے۔

مارا جو ایک ہاتھ گریباں نہیں رہا
کھینچی جو ایک آہ تو زنداں نہیں رہا

غیر اللہ کی زنجیریں کیسے ٹوٹتی ہیں؟

مولانا رومی فرماتے ہیں۔

سرنگونم ہیں رہا کن پائے من

اے دنیا والو! اب میں اس جانور کی طرح ہو گیا ہوں جو رسی تڑانا چاہتا ہے اور سر جھکا لیتا ہے، جو لوگ دیہاتوں میں رہتے ہیں اور انہوں نے بیل اور جانور پالے ہوئے ہیں، ان سے پوچھ لو کہ جب بیل، گائے اور دوسرے چوپائے رسی تڑانا چاہتے ہیں تو سر کو جھکا لیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اب اللہ کی محبت میں مجھ پر یہ کیفیت طاری ہے کہ میں نے سر جھکا لیا ہے۔ اے دنیا والو! اب میرے پیر چھوڑ دو، اب میرے پیروں کو مت باندھو اور مجھے اللہ سے دور مت کرو۔

سرنگونم ہیں رہا کن پائے من
فہم کو در جملۂ اجزائے من

میرے جسم کے کسی عضو میں اب سمجھنے کی طاقت نہیں ہے، مجھے اب نہ سمجھاؤ، نہ نصیحت کرو، اب میں تم دنیاداروں، بے وقوفوں کی نصیحت سے بالاتر ہوگیا ہوں۔ اور فرمایا؎

غیرِ آں زنجیرِ زُلفِ دلبرم
گر دو صد زنجیرِ آری بردرم

اے دنیا والو! غور سے سن لو کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی زنجیر کے علاوہ اگر تم دو سو زنجیروں میں بھی جلال الدین رومی کو جکڑنا چاہوگے اور اللہ کی یاد سے دور رکھنا چاہو گے تو میں ساری زنجیریں توڑدوں گا۔ کیا پیارا شعر فرمایا، اللہ ان کی قبر کو نور سے بھر دے، سراپا محبت ہے یہ شخص، بلکہ سلطانِ محبت ہے یعنی محبت سکھانے کا بادشاہ ہے۔ فرماتے ہیں؎

غیرِ آں زنجیرِ زُلفِ دلبرم
گر دو صد زنجیرِ آری بردرم

میرے محبوبِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کی زنجیروں کے علاوہ اگر دنیا داری کی دوسو زنجیریں لاؤ گے تو میں سب کو توڑدوں گا۔ اور فرماتے ہیں؎

بوئے آں دلبر چو پرّاں می شود
ایں زباں ہا جملہ حیراں می شود

اللہ کے نام کی مٹھاس کا کوئی ہمسر نہیں

جب میں اللہ کہتا ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ کی خوشبو عرشِ اعظم سے آتی ہے یعنی جب محبوبِ حقیقی اللہ تعالیٰ کے نام کی خوشبو اور لذت میری روح میں درآمد ہوتی ہے، تو دنیا کی جتنی زبانیں ہیں، عربی، فارسی، اردو، انگریزی غرض کوئی زبان بھی اللہ تعالیٰ کی غیر محدود لذت کو تعبیر نہیں کرسکتی۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ[۸] ہے اور نکرہ

۸؎ الاخلاص:۴

تحت النفی واقع ہے، جس کے معنیٰ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ہمسر اور برابری کرنے والا نہیں ہے۔ سورۃ اخلاص میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف کی ہے، پس جب اللہ تعالیٰ کی ذات کا کوئی ہمسر نہیں، تو اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت اور ان کے نام کی مٹھاس کے برابر دنیا میں کوئی مٹھاس بھی نہیں ہے، اس لیے فرمایا کہ جس دن اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت، حاصلِ حیات تم کو عطا ہو جائے گی ساری لغت بھول جاؤ گے، زندگی کا حاصل تم کو مل جائے گا، ورنہ مرنے کے بعد پتا چلے گا کہ آپ کے کتنے کاروبار تھے، کتنے سوٹ بوٹ تھے، کتنی فیکٹریاں تھیں؟ ساری نعمتیں فانی ہیں۔ ہر انسان ان کو چھوڑ کے جانے والا ہے، اسی لیے عرض کرتا ہوں دوستو! کہ سب سے بڑی نعمت دنیا کے اندر بلکہ آخرت کے اندر یعنی دونوں جہاں میں سب سے بڑی لذت ان کے نام کی مٹھاس، ان کے نام کی لذت، ان کا نام لینے کی توفیق ہے۔ میرا ایک شعر یاد آگیا۔

وہ مرے لمحات جو گزرے خدا کی یاد میں
بس وہی لمحات میری زیست کا حاصل رہے

جو وقت ان کا نام لینے میں گزر جائے زندگی کا حاصل ہے یا ان کے لیے کسی بندے کی تربیت اور اس تک دین پہنچانے میں گزر جائے، تو دعوت الی اللہ اللہ کے ذکر میں شامل ہے، اس لیے اگر علمائے دین اور مشایخ ربانیین مخلوقِ خدا کو وقت دیتے ہیں تو ان کا وہ وقت خلوت سے اعلیٰ ہے۔ اہل اللہ کی خلوت سے ان کی جلوت افضل ہوتی ہے، مگر جلوت کی فضیلت خلوت ہی کی برکت سے آتی ہے۔ پہلے وہ کچھ وقت خلوتوں میں دیتے ہیں، غارِ حرا میں ہمیشہ نہیں رہا گیا، نبوت ملنے کے بعد غارِ حرا سے چھٹی دے دی گئی کہ جو غارِ حرا میں پایا ہے اب ساری مخلوق میں تقسیم کریں۔ اللہ تعالیٰ اہل اللہ کو بھی حکم دے دیتے ہیں کہ جو کچھ ہم سے خلوت میں لیتے ہو جلوت میں ہمارے بندوں میں تقسیم کرو، حلوہ خوردن تنہا نہ باید، حلوہ اکیلے نہیں کھانا چاہیے۔

تفسیر آیت اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا الخ

ابتدا میں جو آیتیں تلاوت کی گئی ہیں ان کا ترجمہ سن لیجیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللہُ جن لوگوں نے اقرار کرلیا کہ ہمارا رب صرف اللہ ہے ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا اور اس پر مستقیم رہے۔ مستقیم کے کیا معنیٰ ہیں؟ کہ کبھی اللہ تعالیٰ سے

ترکِ تعلق نہیں کیا اعتقاداً بھی اور عملاً بھی، یعنی کفر کرکے بالکل ہی چراغ ایمان کا نہیں بجھایا اور گناہ پر اصرار کرکے مستقل نافرمانیوں سے اپنے تعلق کو ضعیف نہیں کیا، ایسے لوگوں کے لیے کیا ہوگا؟ تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ فرشتے ان پر اتریں گے۔

فرشتے انسانوں پر کس کس وقت اترتے ہیں؟

سوچئے! اللہ کے نام کے صدقے میں فرشتے مٹی کے انسان کو سلام کرنے آتے ہیں۔ واہ! یہ بشر جس میں شر بھی لگا ہے اگر یہ اپنی اصلاح کرلے، اللہ والا بن جائے تو فرشتے اس کے پاس اترتے ہیں۔ ایسی مخلوق جو بے گناہ ہے گناہ گاروں کے پاس آتی ہے، توبہ اور ندامت کی برکت سے فرشتے اترتے ہیں، رحمت کے اور بشارت کے۔ حضرت حکیم الامت ان فرشتوں کے نزول کی تفسیر فرماتے ہیں کہ یہ فرشتے ایمان والوں پر تین مرتبہ اترتے ہیں:۱) مرتے وقت ۲) قبر میں ۳) قیامت کے دن[۹] اور یہ فرشتے کہیں گے لَا تَخَافُوۡا تم آخرت کی آنے والی ہولناکیوں سے اندیشہ نہ کرو، تمہارے اوپر کوئی بلا، کوئی عذاب، کوئی آفت نہیں آئے گی۔

خوفِ خدا میں امن وسکون کی عجیب مثال

میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ یہ جو کہا جائے گا کہ لَا تَخَافُوۡا تم کوئی اندیشہ نہ کرو۔ یہ اُس خوف کا صدقہ ہے جس کے باعث وہ دنیا میں اللہ سے ڈرتے رہے، جو اس دنیا میں اللہ سے ڈرتا ہے اس سے کہا جائے گا لَا تَخَافُوۡا بہت ڈر گئے، اب نہ ڈر۔ اور جو یہاں بے ڈر ہوا اور گناہ کرکے ڈکار بھی نہیں لیتا، اس ظالم سے کہا جائے گا کہ اب ڈرو، اب تم کو پتا چلے گا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

لَا تَخَافُوۡا ہست نزل خائفاں

لَا تَخَافُوۡا مہمانی ہوگی ڈرنے والوں کے لیے، اور جو اللہ سے بے ڈر ہے، اس کو ہزاروں خوف ہیں۔

۹؎ الدر المنثور لجلال الدین السیوطی،۷/۳۲۳،حٰم السجدۃ(۳)،مکتبۃ دارالفکر،بیروت

درج در خوفے ہزاراں ایمنی

اور جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اس ڈر میں ہزاروں سکون اور امن پوشیدہ ہیں۔ اب اس پر اشکال ہوتا ہے کہ اللہ کے خوف میں امن کیسے ہو سکتا ہے؟ خوف اور امن تو متضاد چیزیں ہیں۔ مولانا رومی نے اپنے دوسرے مصرع میں اس کا جواب دے دیا کہ اے اعتراض کی نظر سے دیکھنے والو! تمہاری آنکھوں میں میرے دعویٰ کی دلیل موجود ہے ؎

در سوادِ چشم چندیں روشنی

تمہاری آنکھوں کی کالی پتلی میں اللہ تعالیٰ نے روشنیوں کا خزانہ جمع کر دیا ہے۔ اب بتاؤ! سیاہی اور روشنی میں تضاد ہے یا نہیں؟ پس جو آنکھ کی کالی پتلی میں روشنی کا خزانہ رکھ سکتا ہے وہی اللہ اپنے خوف میں ہزاروں امن اور سکون اپنے ڈرنے والوں کو عطا فرما دیتا ہے، اسے ساری کائنات سے بے ڈر کر دیتا ہے۔ اور جو شخص مجرم ہوتا ہے اس کو ہر وقت ڈر لگا رہتا ہے کہ کوئی میرا راز فاش نہ کر دے، کہیں میری ذلت کا چرچا نہ ہو جائے، لیکن جو اللہ سے ڈرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے تو ایسے آدمی سے فرشتے کہیں گے کہ **اَلَّا تَخَافُوْا** تم آخرت کی ہولناکیوں کا کوئی اندیشہ نہ کرو اور **وَلَا تَحْزَنُوْا** نہ دنیا کے چھوڑنے پر رنج کرو، دنیا سے کہیں زیادہ بہتر چیز تمہیں ملنے والی ہے اور تم جنت کے ملنے پر خوش ہو جاؤ، جس کا تم سے پیغمبر کی معرفت وعدہ کیا جاتا تھا اور ہم تمہارے رفیق تھے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے۔ یہ قول تو تفسیر کا اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، مگر زیادہ مفسرین کا رجحان یہی ہے کہ فرشتے کہیں گے کہ ہم تمہارے ساتھی دنیا میں بھی تھے اور ہم تمہارے ساتھی آخرت میں بھی رہیں گے، چناں چہ حکیم الامت حضرت تھانوی تفسیر بیان القرآن میں فرماتے ہیں کہ دنیا میں فرشتوں کا ساتھ رہنا کس طرح ہوتا ہے؟ وہ:۱) نیک ارادوں کا الہام کرتے ہیں یعنی اچھی باتوں کا خیال دل میں ڈالتے رہتے ہیں، بُرے کاموں کے تقاضوں کو دور کرتے رہتے ہیں، غیر اللہ سے چھڑاتے رہتے ہیں۔ ۲) جب کوئی مصیبت آجاتی ہے تو اللہ والوں کے دلوں پر صبر اور سکینہ اتارتے ہیں، صبر کی طاقت کا فیضان بھی ڈالتے ہیں اور سکون بھی ڈالتے ہیں، اسی وجہ سے دنیا میں جتنے اولیاء اللہ ہیں وہ مصیبتوں میں ثابت قدم رہتے ہیں، کسی ولی اللہ سے خودکشی

ثابت نہیں کہ وہ حرام موت مر گیا ہو، بر عکس اس کے جو اپنے آپ کو ماڈرن ترقی یافتہ دانشور وسائنس دان کہتے ہیں، ان کا حال دیکھو! ذرا سی تکلیف آئی اور خودکشی کرلی، ان میں ذرا بھی برداشت کی طاقت نہیں ہوتی، کیوں کہ ان کا کوئی سہارا نہیں ہے، ان کا اللہ سے سہارا ٹوٹا ہوا ہے، کٹی ہوئی پتنگ ہیں، اس لیے ہر بلا ان کو نوچ کھسوٹ کرتی ہے۔

حفاظتِ نظر کا ایک عجیب فائدہ

ایک بات یاد آگئی۔ میرے دوست نے بتایا کہ ایک فرانسیسی جوڑا ہوٹل میں بیٹھا ہوا تھا۔ انہوں نے تقریر کی کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے نظر کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ اس کے فائدے یہ ہیں کہ شوہر کے دل میں بیوی کی محبت بس جاتی ہے، جب غیروں کو نہیں دیکھتا تو اس کی نظر کا تمام مرکز اس کی بیوی ہوتی ہے، اس لیے بیوی سے محبت بڑھ جاتی ہے، تو بیوی بھی خوش رہتی ہے اور شوہر بھی خوش رہتا ہے۔ بر عکس یورپ کی ترقی ترقیٔ معکوس ہے یعنی الٹی ترقی، اللہ کے غضب اور قہر والی ترقی ہے، ان کی ہر بیوی ہر وقت خائف رہتی ہے۔ شوہر نے اگر کسی عورت سے مسکرا کر بات کرلی تو عورت جل کے خاک ہو جاتی ہے، دل تڑپ جاتا ہے کہ ہائے معلوم ہوتا ہے کہ ظالم اس عورت سے پھنسا ہوا ہے اور اگر عورت نے کسی مرد سے ہنس کر بات کرلی اور ہاتھ ملا لیا، تو شوہر صاحب کی نیند حرام ہو جاتی ہے، سمجھتے ہیں کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ غرض سارا یورپ آج عذاب میں مبتلا ہے۔ اس کے بعد اس دوست نے کہا کہ زیادہ نہیں صرف تین دن تم کسی نامحرم کو نہ دیکھو، اپنی بیوی کو دیکھو اور عورت صرف اپنے شوہر کو دیکھے۔ صرف تین دن قرآن کی آیت **یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ**[1] پر عمل کرلو کہ اے ایمان والو! اپنی نگاہوں کو نیچی کرلو، نامحرم عورتوں کو، کسی کی ماں بہن بیٹی کو مت دیکھو، کسی کی بیوی کو مت دیکھو، تین دن عمل کرلو، اس کے بعد دیکھو گے کہ تمہیں اپنی بیوی کو دیکھنے میں اور تمہاری بیوی کو تمہیں دیکھنے میں کتنا مزہ آتا ہے، کیوں کہ شبہات ختم ہو جائیں گے اور زندگی خوشگوار ہو جائے گی۔ اس فرانسیسی عورت نے داڑھی والے دوست کا شکریہ ادا کیا کہ ہم بالکل

---

[1] النور:۳۰

بات سمجھ گئے کہ واقعی آج بد نظری کی وجہ سے سارا یورپ عذاب میں مبتلا ہے۔

آج بھی جو مسلمان اپنی آنکھوں کو تقویٰ سے رکھتے ہیں، ان میاں بیوی میں جو محبت ہے وہ ان میں نہیں ہے جو اپنی آنکھوں کو اِدھر اُدھر لڑاتے رہتے ہیں، کیوں کہ جب اِدھر اُدھر دیکھتے ہیں تو شیطان ان کی آنکھوں پر اور عورت کے گالوں پر مسمریزم کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے انہیں وہ غیر عورت اپنی بیوی سے دس گنا زیادہ حسین نظر آتی ہے، لہٰذا جب وہ گھر آتے ہیں تو منہ پر افسردگی اور غم کے آثار ہوتے ہیں، بیوی سمجھ جاتی ہے کہ کسی کا مارا پیٹا اور ستایا ہوا چلا آرہا ہے۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ تقویٰ سے رہو۔ میاں بیوی میں اگر محبت ہو جائے تو گھر جنت بن جاتا ہے۔

خیر یہ تو درمیان میں ایک بات یاد آگئی۔ میں سوچ کر تقریر نہیں کرتا، وقت پر جو بات دل میں آجاتی ہے اللہ کی رحمت سے بیان کر دیتا ہوں۔ تو فرشتے جو مومن کے ساتھ ہیں، اہل اللہ کے ساتھ ہیں، اہلِ تقویٰ کے ساتھ ہیں وہ ان کے دل میں اچھی اچھی باتوں کا خیال ڈالتے ہیں، مضامینِ خیر ڈالتے ہیں، جیسے کسی فانی چیز کی طرف خیال چلا گیا تو فوراً فرشتے دل میں یہ خیال ڈالتے ہیں کہ کیا بدبودار شے ہے، کہاں جاتا ہے، چل تسبیح اٹھا، مصلیٰ بچھا، اللہ کی یاد میں آنکھوں کو رُلا، اپنے دل و جان کو گھلا، پھر دیکھ کیسی سلطنت پاتا ہے بغیر کربلا، یعنی سب بے چینی اور کرب ختم۔

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے
ان کے کرم نے گود میں لے کر سلا دیا

اللہ تعالیٰ کی آغوشِ رحمت اور محبت کو چھوڑ کر جو نفس و شیطان کی گود میں جانے کی کوشش کرتا ہے ظالم ہے، حالاں کہ جس سے عشق کا اظہار کرتا ہے کہ مجھے تم بہت اچھے لگتے ہو، یہ مرنڈا پی لو اور انڈا کھالو، وہی جوتے لگاتا ہے اور گالیاں دیتا ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشق اور معشوق ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو اللہ نور سے بھر دے۔ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جو محبت نفس کے لیے ہوتی ہے، شہوت اور بُری خواہش کے لیے ہوتی ہے، اس کا انجام

عداوت و نفرت ہے، دونوں ایک دوسرے کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ حاجی امداد اللہ صاحب علمائے دیوبند کے شیخ ہیں، کتنی پیاری بات لکھی ہے کہ نفسانی محبت کو محبت مت کہو، یہ چُوٹا پنا ہے اور خباثتِ طبع ہے اور اپنے کو ذلیل کرنے کے مترادف ہے۔

دنیا میں فرشتوں کے ذمہ اہل اللہ کی خدمات

جو فرشتے اللہ والوں کے ساتھ اس دنیا میں رہتے ہیں ان کے کیا کیا کام ہیں؟ ۱) نیکیوں کا، نیک کاموں کا الہام کرنا۔ ۲) حوادث میں صبر و سکینہ اتارنا، یہ استقامت کا انعام ہے یعنی جو رَبُّنَا اللّٰهُ کہتے ہیں پھر اللہ کے دین پر قائم رہتے ہیں۔ استقامت کے دو معنٰی ہیں، نیک کاموں کو بجالانا اور گناہوں سے بچنا اور اگر کبھی خطا ہو جائے تو رو رو کر اپنے مالک کو منانا ؎

ہم نے طے کیں اس طرح سے منزلیں
گر پڑے گر کر اٹھے اٹھ کر چلے

مولانا وصی اللہ شاہ صاحب اعظم گڑھ اِلہ آباد کے بزرگ تھے یہ ان کا شعر ہے ؎

ہم نے طے کیں اس طرح سے منزلیں
گر پڑے گر کر اٹھے اٹھ کر چلے

اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے سے کیا انعام ملتا ہے؟ ۱) دنیا میں فرشتوں کے ذریعے نیکیوں کا الہام ہوتا ہے۔ ۲) ان کے دلوں پر فرشتے صبر اور سکینہ اتارتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ کسی ولی اللہ سے خودکشی کا ثبوت نہیں ملتا اور آخرت میں فرشتوں کا ساتھ ہونا تو متعدد آیات میں وارد ہے۔

تفسیر آیت وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ الخ

اللہ تعالیٰ آگے ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُوْنَ

اور جنت میں جس چیز کو تمہارا دل چاہے گا موجود ہے اور جس چیز کو تم مانگو گے وہ بھی ملے گی، تو

یہ دو قسم کی نعمتیں ہوگئیں۔ پہلی نعمت ہے مَا تَشْتَهِیٓ اَنْفُسُكُمْ جس چیز کو تمہارا دل چاہے گا اللہ تعالیٰ وہ تمہیں جنت میں فوراً عطا کر دے گا، دل میں خیال آیا کہ فاختہ کا بھنا ہوا گوشت کھانا ہے، ایک سیکنڈ میں بھنا ہوا گوشت سامنے ہوگا، وہاں یہ نہیں ہوگا کہ پہلے شکار کرو پھر پکاؤ، یہ زحمتیں وہاں نہیں ہیں، وہاں تو كُنْ فَيَكُوْنُ[۱۱] ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو جا پس وہ ہوگئی۔ آج بھی دنیا میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کو راضی کیے ہوئے ہیں ان کو دنیا میں بھی جنت کے مزے ہیں، ان کے کام یہاں بھی اللہ تعالیٰ بنا دیتے ہیں۔ مثلاً اہل اللہ کو کوئی غم آیا، انہوں نے اللہ کو پکارا، اللہ تعالیٰ فوراً غم کی ذات کو خوشی بنا دیتا ہے۔

دوسری نعمت ہے وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ کہ تمہیں وہ چیزیں بھی ملیں گی جو تم مانگو گے۔ معلوم ہوا کہ جنت میں دو طرح سے نعمتیں ملیں گی، ایک تو زبان سے مانگا نہیں، صرف دل میں خیال آگیا کہ کاش! یہ چیز ملتی، تو خیال آتے ہی وہ چیز عطا ہو جائے گی۔ دوسری نعمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مانگنے پر بھی نعمت دیں گے۔ تو حضرت تھانوی فرماتے ہیں کہ ایک دل میں طلب ہوئی اور ایک زبان سے طلب ہوئی۔ ان کا نام حضرت حکیم الامت نے طلبِ قلبیہ اور طلبِ لسانیہ رکھا ہے، یعنی اضطراراً اگر دل میں خیال آگیا، تمہارا ارادہ بھی نہیں ہوا، بس خیال آگیا تو اللہ تعالیٰ وہ بھی دیں گے اور اختیاری طور پر تم جو اللہ تعالیٰ سے مانگو گے اللہ تعالیٰ وہ بھی دیں گے۔

آیتِ مبارکہ میں غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ کے نُزول کی حکمت

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ یہ نعمتیں تم کو بطورِ مہمانی کے دی جائیں گی غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ کی طرف سے۔ یہاں دو لفظ غَفُوْر اور رَحِيْم کیوں نازل کیے، تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ مہمانی اس رب کی طرف سے ہے جو بہت معاف کرنے والا اور بہت رحمت والا ہے تاکہ تمہیں اپنے گناہ یاد نہ آئیں، ورنہ اگر بیٹے سے کبھی باپ کی نافرمانی ہو جائے اور اسے معلوم ہو کہ باپ اسے ناراضگی سے دیکھتا ہے، تو بیٹے کو نافرمانی کا ایک حجاب ہو جاتا ہے اور اسے اپنا کھانا پینا

---

[۱۱] النحل:۴۰

اچھا نہیں لگتا۔ اللہ تعالیٰ گناہ گاروں کے حجابات کو رفع کر رہے ہیں کہ غفور رحیم کی طرف سے تمہاری یہ مہمانی ہوگی لہٰذا شانِ رحمت اور شانِ مغفرت کے ہوتے ہوئے اپنے گناہوں کو مت یاد کرو اور نُزُلْ کا لفظ کیوں استعمال کیا؟ نُزُلْ کے معنیٰ ہیں مہمانی۔ مہمانی کا لفظ اس لیے استعمال کیا تاکہ معلوم ہوجائے کہ یہ نعمتیں تمہیں اکرام کے ساتھ ملیں گی جس طرح مہمان کو اکرام کے ساتھ چیز پیش کی جاتی ہے، جنت میں تمہیں یہ نعمتیں اس طرح پھینک کر نہیں دی جائیں گی جیسے مجرموں کو دی جاتی ہے یا جیسے کوئی بھک منگا آتا ہے تو کہتے ہیں کہ لے! یہ روٹی کا ٹکڑا لے جا! بلکہ اللہ تعالیٰ اِکرام کے ساتھ اپنے بندوں کو عطا فرمائیں گے۔ سبحان اللہ! مہمان کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہلِ جنت کا اکرام کیا جائے گا۔

نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ

یہ مہمانی ہوگی تمہاری، نُزُلْ کے لفظ کی حکمت حضرت حکیم الامت نے بیان کردی۔

دعوت الی اللہ میں عملِ صالح کی اہمیت

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ مَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَ عَمِلَ صَالِحًا

کہ اس سے بہتر بات کس کی ہوسکتی ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے اور خود بھی نیک عمل کرے۔ اس سے حکیم الامت نے یہ ثابت کیا ہے کہ جو لوگ دعوت الی اللہ کا کام کرتے ہیں ان کو نیک عمل کرنا بہت ضروری ہے، ورنہ ان کے کہنے میں یعنی دعوت الی اللہ میں برکت نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ قید لگا رہے ہیں کہ جو دعوت الی اللہ کا کام کر رہے ہیں، لوگوں کو اللہ کی طرف بلا رہے ہیں ان کے لیے بھی عَمِلَ صَالِحًا ہے، وہ صالح عمل کرتے ہیں، صالح عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کے قول میں اثر ڈال دیتا ہے۔ وَقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ اور اعلان کرتے رہتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے فرماں برداروں میں سے ہوں یعنی میں مسلمان ہوں، مسلمان کہتے ہوئے شرماتے نہیں ہیں، داڑھی رکھتے ہوئے شرماتے نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کو اپنے لیے باعثِ افتخار سمجھتے ہیں۔ یہ محبت کا خاص مقام ہوتا ہے۔

بُرائی کا بدلہ نیکی سے دینے کے فوائد

آگے فرمایا وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ کہ نیکی اور بُرائی برابر نہیں ہوسکتی اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ آپ نیک برتاؤ سے بُرائی کو ٹال دیا کیجیے، یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہ دیجیے، بلکہ جاہلوں اور کافروں کے بُرے برتاؤ کو معاف کرکے ان کے ساتھ نیکی کیجیے، یکایک آپ دیکھیں گے کہ آپ میں اور جس شخص میں عداوت اور دشمنی تھی وہ ایسا ہوجائے گا جیسا کوئی دلی دوست ہوتا ہے، کیوں کہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دینے میں تو عداوت اور دشمنی بڑھتی ہے اور نیکی کرنے سے عداوت کم ہوتی ہے، یہاں تک کہ اکثر بالکل جاتی رہتی ہے اور دشمن دوست جیسا ہوجاتا ہے اگرچہ دل سے دوست نہ ہو۔ حضرت تھانوی نے لکھا ہے کہ اصلی دوست دل سے نہ ہوا تو ظاہری طور پر اذیت پہنچانا چھوڑ دے گا۔

وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ

اور یہ بات یعنی بُرائی کا بدلہ نیکی سے دینا ان ہی لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جو بڑے مستقل مزاج اور بڑے قسمت والے ہوتے ہیں، یعنی بُرائی کا بدلہ بھلائی سے دینا یہ سب کا حصہ نہیں، بہت بڑے اور اونچے قسم کے لوگ ہیں، بڑے ہی نصیب والے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ یہ نعمت عطا فرماتے ہیں۔

شیطانی وساوس کا علاج

وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

اور اگر کبھی شیطان وسوسہ ڈالے کہ انتقام لینا چاہیے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ لیا کیجیے۔ علامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِنَّ الْوَلِیَّ لَا یَکُوْنُ مُنْتَقِمًا کوئی ولی انتقام نہیں لیتا وَالْمُنْتَقِمُ لَا یَکُوْنُ وَلِیًّا اور انتقام لینے والا ولی اللہ نہیں بنتا۔ اگر شیطان انتقام لینے کا وسوسہ ڈالے تو شیطان کو جواب مت دو، شیطان سے بحث مت کرو، جن لوگوں نے شیطان کو جواب دیا تو رات بھر جواب دیتے رہے، صبح کو کھوپڑی گرم ہوگئی، نیند غائب ہوگئی، چند ہی دن میں پاگل ہوگئے۔

شیطان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے کی حکمت

اللہ تعالیٰ سکھارہے ہیں کہ شیطان میرا کتاہے، اس کتے کے بھونکنے سے تم اس پر مت بھونکو، جیسے بڑے آدمی کے ہاں فارن کنٹری کے بھیڑیے کی نسل کے کتے ہوتے ہیں، تو جب کوئی گھنٹی بجاتا ہے کہ جناب میں آپ کے بنگلے میں آنا چاہتا ہوں، آپ ذرا اپنے کتے کو خاموش کرا دیجیے، تو ان کے خصوصی کوڈ ہوتے ہیں جس سے کتے خاموش ہو جاتے ہیں۔ محدثِ عظیم ملّا علی قاری فرماتے ہیں کہ جیسے بنگلے والے اپنے خصوصی کوڈ سے اُس کتے کو خاموش کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جو سب سے بڑے ہیں، ان کا کتا بھی سب کتوں سے بڑا ہے، تم اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے، اسی لیے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اللہ سے پناہ مانگو، اللہ ہی سے فریاد کرو کہ اے اللہ! اپنے کتے کو اپنے خصوصی کوڈ سے خاموش کردے۔ محدثِ عظیم ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ کَالْکَلْبِ الْوَاقِفِ عَلَی الْبَابِ شیطان مثل کتے کے ہے، اللہ تعالیٰ کے دربار سے نکالا ہوا، Get out کیا ہوا، مردود ہے، فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ پس تم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اللہ تعالیٰ بہت سننے والا اور خوب جاننے والا ہے، فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کی طرف اشارہ ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے دل میں شیطان وسوسہ ڈالے کہ نہ معلوم اللہ میاں ہیں بھی یا نہیں، کہیں روزہ نماز بے کار ہی نہ جائے، تو فوراً کہو اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ ایمان لایا میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔ آسمان کو دیکھو، سورج چاند کو دیکھو اور شیطان خبیث سے کہو کہ انہیں تیرے باپ نے بنایا ہے؟ وسوسہ گناہ کا ہو یا کفر کا ہو اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ[۱۲] پڑھنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ شیطان فوراً بھاگ جائے گا، لہٰذا اس کو پڑھیے اور اس کی برکتیں دیکھیے، میں نے جس کو بھی یہ بتایا ہے اس کی برکات انہوں نے بیان کی ہیں۔ جب بھی وسوسہ آئے تو کہو اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شیطان کی کھوپڑی پر ڈالنے کے لیے ڈی ڈی ٹی ہے۔

---

[۱۲] کنزالعمال:۱/۲۴۶(۱۲۳۷)،فصل فی الشیطان ووسوستہ،مؤسسۃ الرسالۃ

اللہ تعالیٰ نے دعوت الی اللہ کو فرمایا کہ اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی گفتگو نہیں ہے۔ ایک شخص اللہ کی طرف بلا رہا ہے اور ایک شخص کسی نفع بخش کاروبار کی طرف دعوت دے رہا ہے یا کوئی میاں بیوی سے بات کر رہا ہے، کوئی بزنس کی بات کر رہا ہے، غرض دنیا بھر کے جتنے قول ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ جو دعوت الی اللہ دے رہا ہے اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی قول نہیں ہے۔

نفس و شیطان کو شکست دینے کا نسخہ

اب آخر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جو نفس و شیطان سے شکست خوردہ ہو رہا ہو اور اس سے گناہ نہ چھوٹ رہے ہوں وہ چند کام کر لے:

۱) کسی اللہ والے سے یا اللہ والوں کے غلاموں سے کچھ اللہ کا نام لینا سیکھ لے، روحانی طاقت کے لیے روحانی ٹانک استعمال کرے۔

۲) قبر کا مراقبہ کرے۔

۳) قیامت کی پیشی کو یاد کرے کہ جب اللہ پوچھے گا کہ تم نے اپنے اعضا کہاں استعمال کیے، تو اس وقت کیا جواب دو گے؟

۴) جس کی طرف نفسانی میلان ہو اس کا بھی خیال کرے کہ وہ قبر میں گل سڑ گیا ہے، آنکھوں اور گالوں کو دس دس ہزار کیڑے کھا رہے ہیں اور لاش پھول کر پھٹ گئی ہے۔

۵) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر بھی کرے، کیوں کہ یہ حدیث کا وظیفہ ہے جس کے بارے میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو روزانہ ۱۰۰ مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے گا قیامت کے دن اس کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہو گا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے علاجاً فرمایا کہ لَآ اِلٰهَ کہتے وقت یہ تصور کرے کہ دل سے غیر اللہ نکل رہا ہے اور اِلَّا اللّٰہ کہتے وقت یہ تصور کرے کہ قلب میں اللہ کا نور آ رہا ہے، درمیان درمیان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی پڑھے۔ ذکر کے بعد دیکھو کہ اہل اللہ کی صحبت کتنا کام دے گی۔ صحبتِ اہل اللہ کام دیتی ہے جب ذکر کا اہتمام ہوتا ہے۔

کامیابی تو کام سے ہو گی
نہ کہ حسنِ کلام سے ہو گی

ذکر کے التزام سے ہو گی
فکر کے اہتمام سے ہو گی

باتیں بنانے سے اللہ کا راستہ طے نہیں ہوتا، خالی ملفوظات سنا رہے ہیں اور عمل میں صفر، پھر یہ دعویٰ کہ بہت بڑا مصنف و مؤلف ہو گیا ہوں، یہ سب کچھ کام نہیں دے گا، اللہ کی مدد کام دیتی ہے۔ راتوں کو رونا، گڑگڑانا اور آہ و نالہ کام دے گا۔ جب شیطان اپنے جال میں پھنساتا ہے تو سارا علم، سارے حقائق و دقائق دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں، بس اللہ کی رحمت ہی کام آتی ہے اور اللہ کی رحمت کا سایہ حاصل کرنے کے لیے میں نے بتادیا کہ ذکر کا اہتمام اور قبر کا مراقبہ کرے، بلکہ اگر قبرستان قریب ہو تو وہاں چلا بھی جائے اور غور کرے کہ کبھی یہ بھی ہماری طرح چلتے پھرتے تھے، ٹی وی، وی سی آر دیکھتے تھے، آج قبریں کھود کر ان کی آنکھوں کو دیکھو، کہاں ہیں وہ آنکھیں جن سے ٹی وی، وی سی آر دیکھ کر اللہ کا قہر اور غضب خرید رہے تھے؟ عورتوں کو بُری نظر سے دیکھ رہے تھے۔ حسینوں کی قبروں پر جا کر ان کے گالوں کو دیکھو کہ قبر میں ان کا کیا حال ہے؟ اور اگر قبرستان دور ہے تو کم از کم مراقبہ کر کے ہی تصور کرلو۔

ذکر اور فکر دو چیزوں سے اللہ کا راستہ طے ہوتا ہے، ذکر بھی کرو، فکر بھی کرو تب شیخ کی صحبت کا نفع کامل ہوتا ہے۔ ذکر و فکر نہ ہو تو خالی صحبت سے کیا ہو گا؟ بتایئے! صحابہ کرام کو بھی جہاد کرنا پڑا تھا یا نہیں؟ ایک صاحب نے لکھا کہ ایسا تعویذ دے دیجیے کہ عورت کی طرف نظر اٹھے ہی نہیں۔ اگر تعویذوں ہی سے کام چلتا تو صحابہ کے گلوں میں تو تعویذ ہی پڑے رہتے۔ بتایئے! صحابہ کے گلوں میں تعویذ ہوتے تھے یا تلواریں؟ کم و بیش ایک لاکھ صحابہ کی گردنوں میں موٹی موٹی تلواریں پڑی رہتی تھیں، ایک ایک چھٹانک کے تعویذ نہیں لٹکتے تھے اور نہ ہی قرآنِ پاک کی سورتیں ان کی گردنوں میں تعویذوں کی شکل میں رہتی تھیں۔ دوستو! اسی لیے کہتا ہوں کہ نفس سے جہاد کرو۔ باتیں تو بہت سی ہیں بس ان میں سے چند عرض کردیں۔

ہم بلاتے تو ہیں ان کو مگر اے ربِّ کریم
ان پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

یہ غالب کا ترمیم شدہ شعر ہے، میں اس شعر میں اپنے کو بھی شامل کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی اور ہم سب پر بھی اپنی محبت ایسی غالب کردے کہ ہم سو فیصد ان کے بن جائیں۔ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو اپنی محبت عطا فرمادے، اپنی خشیت عطا فرمادے۔ ہمارے قلب و جان کو اے اللہ! اپنی ذاتِ پاک سے ایسا چپکا لیجیے کہ سارا عالم ہم کو آپ سے ایک اعشاریہ بھی دور نہ کرسکے، نہ حسن کا، نہ وزارتِ عظمیٰ کی کرسیوں کا عالم، نہ دولت کی گڈیوں کا عالم، نہ سونے چاندی کا عالم غرض جتنے بھی عالم ہیں اے اللہ! کوئی ہمیں آپ سے دور نہ کرسکے۔ اے اللہ! ہمارے قلب و جاں کو اپنی ذاتِ پاک کے ساتھ اس طرح چپکا لیجیے جس طرح ماں اپنے بچے کو چپکاتی ہے، لیکن ماں غنڈوں کے مقابلے میں کمزور پڑ جاتی ہے لیکن اے اللہ! دنیا کے کسی غنڈے کے مقابلے میں آپ کی طاقت کمزور نہیں پڑسکتی اس لیے آپ ہم سب کی حفاظت کا ارادہ فرمالیجیے، ہم سب کو سو فیصد اپنا بنانے کا فیصلہ فرمالیجیے، ان خادمین کے صدقے جو آپ کی محبت لے کر مختلف ضلعوں، مختلف علاقوں، مختلف زبانوں اور مختلف صوبوں سے آئے ہیں اور اے خدا! صرف آپ کے نام پر جمع ہوئے ہیں اور آپ کے نام سے بڑھ کر اجتماع کس بات پر ہوسکتا ہے اس لیے آپ اپنی رحمت سے ہم سب کے لیے فیصلہ فرمادیجیے، دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما، اے اللہ! اپنا دستِ کرم بڑھائیے، اپنے کریم ہونے کے صدقے میں ہم سب کو اپنی حفاظت میں لے لیجیے، ہم اپنی دناءتِ طبع کے باعث آپ کا نہ بھی بننا چاہیں تو بھی ہمیں اپنا بنالیجیے، مستورات و خواتین کو اللہ والی اور ہم سب کو اللہ والا بنادیجیے، ہمارے دنیا کے غم دور فرمادیجیے اور ہمیں سکونِ قلب سے اپنا نام لینے کی سعادت اور توفیق عطا فرمادیجیے۔ اے اللہ! ہم زیادہ دیر مانگ بھی نہیں سکتے، تھوڑی سی دیر میں تھک جاتے ہیں اس لیے آپ بغیر مانگے ہی اپنی رحمت سے دنیا اور آخرت کی ساری خیر ہمیں عطا فرمادیجیے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

”اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہو گی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاءاللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا۔ نفس پر جبر کرکے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا:

۱) ایک مٹھی داڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا حَجَّ اَوِاعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقر عید کی نماز واجب ہے اسی طرح ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

أَمَّا أَخْذُ اللِّحْيَةِ وَهِيَ مَا دُوْنَ الْقَبْضَةِ كَمَا يَفْعَلُهُ
بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ أَحَدٌ

ترجمہ: داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہلِ مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ داڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں اور داڑھی داڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ داڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ)
سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملے میں آج کل عام غفلت ہے۔ بد نظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دیا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نا محرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے داڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر داڑھی مونچھ آ بھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جبکہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے۔ اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر
اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بد دُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بد دعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآنِ پاک کی مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ اور

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)... اللہ ورسول کا نافرمان ۲)... آنکھوں کا زناکار ۳)... ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لا کر حرام مزہ لیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو
اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا یا آیندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہو جائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللّٰہ اَللّٰہ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح دُرود شریف کی (۱۰۰ بار)۔
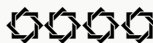
ہر انسان تین جہانوں سے گزر کر اپنی آخری منزل جنت یا خدانخواستہ جہنم میں پہنچتا ہے۔ وہ تین جہاں دنیا، قبر اور میدان محشر ہیں۔ انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ جہاں رہے امن وعافیت سے رہے، لہٰذا جو ان تینوں جہاں میں امن وعافیت سے رہنا چاہے وہ اس دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کو خوش اور راضی رکھنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ جس سے راضی ہوجاتے ہیں اس کے ہمراہ تینوں جہاں میں فرشتوں کی جماعت کر دیتے ہیں جو اس کو دنیا میں نیک اعمال کی ترغیب دیتے ہیں اور موت کے وقت اور مرنے کے بعد قبر اور میدان محشر میں اُنسیت کے لیے ساتھ رہتے ہیں۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''زندگی کے قیمتی لمحات'' میں اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنے والے متعدد اعمال کو نہایت مفصل اور موثر انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور ان اعمال کی بدولت ہر انسان چند روزہ زندگی کو قیمتی بنا کر آخرت کی دائمی خوشیاں اور کامرانیاں حاصل کرسکتا ہے۔

www.khanqah.org

AW067